© rasailojaraid.com

نہیں ہوتے۔اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ماہرین تعلیم کے مشوروں کو خاص اہمیت دی جائے اور ان کی سفارشات کو مدنظر رکھ کر کام کیا جائے۔

یہ دور تخصصات کا ہے۔طلبہ جہاں عمومی مضامین پڑھتے ہیں' وہاں انہیں کسی ایک خاص مضمون میں تخصص کی ضرورت ہے۔زیادہ نہیں تو منتہی طلبہ کو اپنی پسند کے مضمون پر مقالہ پیش کرنا لازمی قرار دیا جائے۔اس سے جہاں تحریر کا ذوق پیدا ہوگا' وہاں علمی اور تحقیقی ذوق پیدا ہوگا۔خصوصاً موجودہ حالات میں اس کی اشد ضرورت ہے۔دینی مدارس میں علمی ماحول پیدا کیا جائے۔مطالعہ کا شوق علمی مباحث میں دلچسپی اور فقہی مسائل میں وافر معلومات کا اہتمام کیا جائے۔طلبہ کو بہترین دارالمطالعہ فراہم کیا جائے۔جہاں دلچسپ کتابوں کے ساتھ رسائل اور جرائد فراہم کیے جائیں' لائبریری سے استفادہ کرنے کا طریقہ بتایا جائے' کتب بینی کے اسلوب سے آگاہ کیا جائے' معلومات کے تبادلے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔

خصوصاً دینی مدارس کے طلبہ میں فکری اور نظریاتی ذہن پیدا کیا جائے۔اسلام کے ساتھ اخلاص اور اس کے مقاصد کے حصول کے لیے ایثار و قربانی کا جذبہ اجاگر کیا جائے۔ان میں خودداری اور احساس برتری کو فروغ دیا جائے۔معاشرے میں موثر کردار ادا کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا جائے۔اخلاقی تربیت اور کردار سازی کے ساتھ ساتھ متانت' سنجیدگی' حسن خلق' مہذب گفتگو کی تلقین کی جائے۔نیز حفظ مراتب کے مطابق سلوک کرنے اور مسائل کا سامنا کرنے کے لیے فہم و فراست پیدا کی جائے۔ان کے لباس' وضع قطع اور ظاہری حالت قابل قبول بنائی جائے۔ان میں احساس ذمہ داری پیدا کیا جائے' اپنے کام کو بہتر طریق سے سرانجام دینے اور پایہ تکمیل تک پہنچانے کا شعور پیدا کیا جائے۔ان میں خدمت کا جذبہ اجاگر کیا جائے۔مزاج میں عاجزی اور انکساری پیدا کی جائے۔علمی تکبر اور غرور سے اجتناب کیا جائے۔علماء کی قدر و منزلت ان کی عزت' توقیر اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔یہی وہ خوبیاں ہیں جو ہمیں مطلوب ہیں۔اگر ہم ایسے رجال تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے تو معاشرے میں تبدیلی یقینی ہے۔ان شاء اللہ۔

ہمیں اُمید ہے کہ مدارس کے ذمہ داران ان باتوں پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

مخیر" حضرات سے گزارش

پاکستان کی بدنصیبی ہے کہ یہاں اسلامی تعلیم اس کی دعوت و تبلیغ اور اشاعت کا سارا کام عوام کے رحم و کرم پر ہے۔حکومت اس سے بری ہے۔باوجود کہ قیام پاکستان کا اولین مقصد ہی نفاذِ اسلام تھا۔لیکن آج یہ ترجیح نہ صرف ختم ہو چکی ہے بلکہ اس کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نام لیوا سزا کا مستحق ہے۔ پاکستان میں دینی تعلیم کے لیے مدارس قائم ہوئے۔ علماء کرام نے اپنے محدود وسائل میں اس کا اہتمام کیا اور رفتہ رفتہ کام میں وسعت پیدا ہوئی تو مخیّر حضرات کو بھی اس کارِ خیر میں شامل کیا۔ بلاشبہ پاکستانی تاجروں، صنعت کاروں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بڑے بڑے مدارس اور جامعات وجود میں آئے۔ جن میں ہزاروں طلبہ زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

اہل ثروت اور مخیّر حضرات کے بغیر یہ مدارس کوئی کردار ادا نہیں کر سکتے۔ لیکن گزشتہ کچھ سالوں سے حکومت نے جس یکطرفہ پروپیگنڈے کا آغاز کیا اور مدارس کو بدنام کرنے کے لیے طرح طرح کے الزامات لگائے تو اس نے جہاں بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا، وہاں مخیّر حضرات بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور مختلف ایجنسیوں کی طرف سے خوف وہراس پھیلایا گیا کہ وہ لوگ مطلوب ہیں جو اس کارِ خیر میں شریک ہیں۔ لہٰذا ان حضرات نے مدارس کے ساتھ دلچسپی کم کر دی، بلکہ بعض نے تو بالکل ہاتھ کھینچ لیا۔ جس کی وجہ سے مدارس کا نظام یقینی طور پر متاثر ہوا۔

ہم تمام صاحب حیثیت، اہل ثروت اور مخیّر حضرات کی خدمت میں یہ گزارش کریں گے کہ وہ بھی اسلام کی تعلیم کو فروغ دینے، اس کی دعوت کو عام کرنے، اسلام کی اشاعت میں حصہ لینے کے اتنے ہی ذمہ دار ہیں، جتنے کہ اہل علم۔ بحیثیت مسلمان ان کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا تن، من، دھن اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کریں۔ ان کے مال کا بہترین مصرف اسلام ہی ہے۔ کسی بھی ادارے کو سالانہ چند ہزار دے کر وہ بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ مسلسل ایک عمل ہے اور اس وقت تک جاری رہنا چاہیے جب تک کہ وہ نتائج حاصل نہ ہو جائیں جو مطلوب ہیں۔ اس میں جہد مسلسل اور عزم صمیم کی ضرورت ہے۔ کوئی وقت دے رہا ہے، تو کوئی اپنی صلاحیت صرف کر رہا ہے کوئی مال دے رہا ہے تو کوئی جان کا نذرانہ لیکن منزل سب کی ایک ہے۔ اس لئے یہ کام ہی ایسا ہے کہ ایک فریق اگر اس سے الگ ہو جائے تو یہ کام نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔

اس لیے ہماری تمام سرمایہ داروں، صاحب حیثیت، صنعت کاروں اور مخیّر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور اس کام میں اپنا حقیقی کردار ادا کریں اور دینی مدارس، اسلامی مراکز، مساجد اور دینی کام سرانجام دینے والوں کی صحیح معنوں میں مالی سرپرستی کریں، ان سے بے رخی کا مظاہرہ نہ کریں۔ بلکہ دوسروں کو بھی رغبت دلائیں، کہ وہ بھی ہر ممکن تعاون فرمائیں۔

آنے والا وقت انتہائی مشکل اور کٹھن ہے۔ ہماری معمولی کوتاہی اور بے اعتنائی کے نتائج بہت بھیانک ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا اس کا ادراک کریں اور رمضان المبارک میں بالخصوص مالی تعاون فراہم کریں۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

© rasailojaraid.com